OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.hu.edu.pk

Hazara Islamicus, Vol.:8, Issue: 2, July-Dec 2019
PP: 37-54

Scan for Online Version

ثعلبۃ بن حاطبؓ سے متعلق منقول روایات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

An Analysis Of The Narrations About Tha'laba Ibn Hātib

Abdul Naseer
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Malakand

Prof. Dr Ata-ur-Rahman
Dean faculty of Arts & Humanities, University of Malakand

Abstract

Allah (SWT) selected the group of the companions of the Holy Prophet for the help and preservation of Islam. Their lives were copied of the life of the Holy Prophet (SAW). The main objective of their lives was to follow the commandments of Allah through the path of the Holy Prophet (SAW), i.e., Sunnah which in other words is called Islam. They focused on the practice of Islam for the betterment of the world and hereafter. In the Holy Quran, All-mighty Allah mentioned these companions of the Holy Prophet (SAW) repeatedly. He praised them and,i.e., believes and presented their beliefs as a model for the rest of the world. All the Muslims agree about their best character, but unfortunately, a part of the Muslims targeted their lives due to some weak and fabricated narrations which exist in the Islamic literature. Some of the exegesis narrated these narrations under verses number [75, 76], and [77] of Sura Tauba. They targeted one of the companions of the Holy Prophet (SAW) Tha'laba Ibn Hātib (R.A) and called him a hypocrite. This article discusses these narrations and their position in the literature of Islamic Studies. al-Tabarī [d. 310/923] narrated a narration in the background of Sura Tauba. This narration is narrated in different ways, and by different people, all these styles are coated. Later on, beliefs about the problems which exist in the text are

CC BY

addressed, and the contradiction with the verses of the Holy Quran has been addressed. Then the narrators of these narrations are discussed one by one in the light of the specialized scholars of Hadith. In the end, the conclusion derived from this discussion has been mentioned. The study tries to cover the missing area in this regard.

Keywords: Exegesis, Quran, Hadith, Companions of the Holy Prophet (SAW).

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین کے احیاء وابقاء کے لئے ایک مخصوص جماعت کو منتخب فرمایا جن کی ساری زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ورفاقت میں وقف تھی، اللہ تعالی کے نام کو بلند کرنے کو مقصدِ حیات سمجھتے تھے، زندگی کا نصب العین صرف اور صرف اللہ تعالی کے احکامات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں دنیا میں رائج کرکے آخرت کو سنوارنا تھا،اس محبوب مقصد کی خاطر اس مختصر سے قدسی جماعت نے اپنی جان ومال، جاہ وجلال، سیادت وقیادت، قرابت واقتدار غرضیکہ سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نچھاور کیا، دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہر طرح کی قربانی پیش کرکے دنیا وآخرت کی سرفرازی وسرخروئی حاصل کی۔ اسی جماعت کا ایک فرد جلیل القدر بدری انصاری صحابی حضرت ثعلبہ بن حاطبؓ بھی ہے، لیکن افسوس ! کہ اکثر مفسرین نے بعض روایات کو بنیاد بنا کر بلا تحقیق سورت توبہ کی آیات ”وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰىنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ بَخِلُوۡا بِهٖ وَ تَوَلَّوۡا وَّ هُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ يَلۡقَوۡنَهٗ بِمَاۤ اَخۡلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوۡهُ وَ بِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ﴿۷۷﴾"[1] کا مصداق ثعلبۃ بن حاطبؓ کو ٹھہرا کر منافقین کے صف میں شامل کیا۔

ان آیات کی شان نزول میں تین قسم کی روایات مروی ہیں :

(ا)۔وہ روایات جن میں حضرت ثعلبہ بن حاطبؓ کی تعیین کرکے آپؓ کو ان آیات کا مصداق قرار دیا ہے، چنانچہ ابن جریر الطبریؒ نے اس کے متعلق تین روایات نقل کی ہیں :۔

1 - حدثني محمد بن سعد، قال: ثني أبي، قال: ثني عمي، قال :ثني أبي، عن أبيه، عن ابن عباس قوله: ومنهم من عاهد الله لئن آتانامن فضله... الآية، وذلك أن رجلا يقال له ثعلبة بن حاطب من الانصار، أتى مجلسا فأشهدهم،فقال: لئن آتاني الله من فضله، آتيت منه كل ذي حق حقه، وتصدقت منه،ووصلت منه القرابة فابتلاه الله فآتاه من فضله، فأخلف الله ماوعده، وأغضب الله بما أخلف ما وعده، فقص الله شأنه في القرآن:ومنهم من عاهد الله... الآية، إلى قوله: يكذبون.[2]

2 - حدثني ا لمثنى، قال: ثنا هشام بن عمار، قال: ثنا محمد بن شعيب، قال: ثنامعان بن رفاعة السلمي، عن أبي عبد الملك علي بن يزيد الالهاني، أنه أخبره عن القاسم بن عبد الرحمن، أنه أخبره عن أبي أمامة الباهلي،عن ثعلبة بن حاطب الانصاري، أنه قال لرسول الله (ﷺ): ادع الله أن يرزقني مالا .....[3]

3 - حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، عن ابن إسحاق، عن عمرو بن عبيد،عن الحسن: ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله... إلى الآخر،وكان الذي عاهد الله منهم ثعلبة بن حاطب، ومعتب بن قشير، هما من بني عمرو بن عوف.[4]

ان روایات کاخلاصہ یہ ہے کہ انصارکے اوس قبیلے کے ثعلبہ بن حاطب نامی ایک شخص نے اصرار کرکے نبی علیہ السلام سے مال کی فراوانی کے لئے دعا کروائی ، نبی علیہ السلام نے مالی حقوق کے ذمہ داریوں سے اگاہ کیا، توانہوں نے ادائیگی کاوعدہ کیا، لیکن مال بڑھنے کے بعد وعدہ خلافی کرکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملین کو زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کیا، جس پر آپ علیہ السلام نے اس کے لئے بددعا فرمائی۔جب ثعلبہ کو اس بات کا پتہ چلا تو زکوۃ کی ادائیگی کے لئے آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کیا، لیکن نبی کریم علیہ السلام نے ان کی توبہ اور زکوۃ کو قبول نہیں کیا، اسی وعدہ خلافی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں "وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ ------- سے "يَكْذِبُوْنَ۝" تک آیتیں نازل فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خدمت بھی زکوۃ پیش کیا، لیکن ان حضرات نے بھی اپنے دورِ خلافت میں ان سے زکوۃ نہیں لیا اور حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں نفاق کی حالت میں مر گیا۔

(۲)۔وہ روایات جن میں دیگر حضرات جد بن قیس، معتب بن قشیر، نبتل بن الحارث، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہم، (اگرچہ یہ بھی صحابہ کرام ہیں) کی تعیین کی گئی ہیں۔

وذكرعن ابن عباس فی سبب نزول الآية أن حاطب بن أبي بلتعة أبطأ عنه ماله باالشام فحلف فی مجلس من مجالس الأنصار:إن سلم ذلک لأتصدقنّ منه ولأصلن منه-فلمّاسلم بخل بذلک فنزلت-وقال الضحاک:إن الآية نزلت فی رجال من المنافقين نبتل بن الحارث وجد بن قيس ومعتب بن قشير-[5]

(۳)۔وہ روایات جن میں کسی شخص کی تعیین نہیں کی گئی، بلکہ بلا تعیین چند یا تمام منافقین کے بارے میں اتری ہیں۔

حدثنی يونس،قال:أخبرناابن وهب،قال:قال ابن زيد،فی قوله:ومنهم من عاهدالله لئن آتانا من فضله ---الآية،قال: هؤلاءصنف من المنافقين،فلمّاآتاهم ذلک بخلوابه فلمّابخلوا بذلک أعقبهم بذلک نفاقاًإلى يوم يلقونه،ليس لهم منه توبة ولامغفرة ولاعفو،كماأصاب إبليس حتى منعه التوبة-[6]

شان نزول میں کے بارے میں پہلے قسم کی روایات جن میں حضرت ثعلبہ بن حاطبؓ کے متعلق جو واقعہ ذکر کیا گیاہے، وہ متن اور سند دونوں کے لحاظ سے درست نہیں۔

متن کے لحاظ سے درج ذیل وجوہ کی بناء پر درست نہیں:

ا۔ ثعلبہ بن حاطبؓ بدری انصاری صحابی ہے ،اور اصحاب بدر جنہوں نے بے سرو سامانی کی حالت میں حضور ﷺ کے اشارے پر مال وجان کو نچاور کیا ان حضرات سے کیسے ممکن ہے کہ وہ دنیا کی محبت میں ایسے گرفتار ہوجائے کہ زکوۃ کو جزیہ قرار دے کر اس کی ادائیگی سے انکار کربیٹھے ، نیز اہل بدر کے فضائل میں جو صحیح روایات وارد ہیں یہ قصہ ان روایاتِ صحیحہ کا معارض ہے، چنانچہ ابن سعد نے ثعلبہ بن حاطبؓ کا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے ان کو اصحاب بدر میں شمار کیا ہیں:

"ثعلبة بن حاطب بن عمروبن عبيدبن أمية بن زيدوأمه أمامةبنت صامت بن خالدبن عطية بن حوط بن حبيب بن عمروبن عوف---وشهد ثعلبة بن حاطب بدراًوأحداً-"[7]

اسی طرح ابن ابی حاتمؒ[8] ابن حبانؒ[9] امام طبرانی[10] ابو نعیم اصفہانیؒ[11] ابن الاثیرؒ[12] محمد بن عمر بن واقد[13] ابن کثیرؒ[14] ابن عبدالبرؒ[15] امام ذہبیؒ[16] علامہ صفدیؒ[17] حافظ ابن حجرؒ[18] ابن جوزیؒ[19] اور ابن حزمؒ[20] وغیرہ دیگر حضرات نے بھی اصحاب بدر میں اس کا ذکر کیا ہے، اور اہل بدر کے متعلق نبی کریم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے حکایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم جس طرح چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کا واقعہ مذکور ہے۔ کہ جب انہوں نے مشرکین مکہ کو خفیہ خط لکھا اور راز پاش ہونے پر حضرت عمرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ علیہ السلام نے منع کرتے ہوئے فرمایا: کیا یہ بدری نہیں؟ صحابہ کرامؓ نے جواب میں عرض کیا کہ یہ بدری ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: شاید اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کو دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے، تم جیسا چاہو عمل کرو میں نے تمہارے لئے جنت واجب کیا ہے یا میں نے تمہاری مغفرت کی ہے۔[21] اسی طرح ایک اور واقعہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت حاطب کے ایک غلام نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت حاطبؓ کی شکایت کی اور کہا کہ یا رسول اللہ حاطب جہنم میں ضرور جائینگے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ تم نے جھوٹ بولا، حاطب جہنم میں داخل نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہو چکے ہیں۔[22] علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں کہ مسند احمد میں مسلم کے شرط کے ساتھ حضرت جابرؓ سے مرفوع حدیث ہے، کہ جو بھی شخص غزوہ بدر میں شریک ہوا ہو، وہ ہر گز آگ میں داخل نہیں ہوگا۔[23]

۲۔ اگر بالفرض اس واقعہ کو درست تسلیم کیا جائے ، تو حضرت ثعلبہؓ کا اظہار ندامت کے لئے رونا اور سر میں مٹی ڈال کر قبولیت صدقہ کے اوپر اصرار کرکے توبہ کرنے کے باوجود حضور علیہ السلام اور خلفاء راشدینؓ کا اس سے صدقہ اور توبہ قبول نہ کرنا، قرآن، حدیث اور ظاہر شریعت کے خلاف ہے۔

قرآن کریم میں ہے کہ جو شخص کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے اور اس پر نادم ہو کر توبہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کا توبہ قبول فرماتے ہیں:

"اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰہَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝"[24]

کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور ان کے صدقے قبول کرتا ہے اور یہ کہ وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

"وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝"۔[25]

وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور (ان کی) برائیوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتا ہے۔

اسی طرح منافقین کے لئے جہنم کے سب سے نچلے درجے کے اعلان کرنے کے بعد توبہ کرنے والوں کا استثناء فرماتے ہوئے اس کو مؤمنین کے ساتھ اجر عظیم میں شامل فرمایا:

"اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَ اَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَ سَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝"۔[26]

عبداللہ بن ابی ابن سلول اور منافقین کی توہین رسالت ﷺ اور کلمہ کفر کہنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی ترغیب دے رہے ہیں:

"يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَ هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ"۔[27]

۳۔ یہ واقعہ ان آیات مبارکہ کا مخالف ہے جن میں حضور اکرم ﷺ کے رؤف الرحیم اور رحمۃ للعالمین ہونے کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾"۔[28]

(لوگو) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مومنوں کے لیے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

"وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾"۔[29]

اور (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۴۔ اس قصے کا متن ان آیات قرآنی کے خلاف ہے، جن میں نبی علیہ السلام کو زکوۃ لینے کا حکم دیا گیا ہے:

"خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾"۔[30]

آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لئے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا اور جانتا ہے۔

۵۔ اس قصے کا متن ان احادیث مبارکہ کے خلاف ہے، جن میں نبی کریم ﷺ کا ابو سفیانؓ اور وحشیؓ کے اسلام قبول کرنے اور ان سے عفو و درگزر کا ذکر ہے[31] حالانکہ وحشیؓ نے آپ علیہ السلام کے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا[32] اور ابو سفیانؓ نے غزوہ احد میں لشکرِ کفار کی قیادت کرتے ہوئے ستر صحابہ کرام کو شہید کیا تھا، اور حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور کو زخمی کیا تھا۔[33]

۶۔ یہ واقعہ ان احادیث مبارکہ کے مخالف ہے جس میں قبولیت توبہ کا ثبوت ہے۔

جیساکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"إن الله تعالى يغفر لعبده أويقبل توبة عبده مالم يغرغر"۔[34]

کہ اللہ تعالیٰ غرغرہ سے پہلے بندے کا توبہ قبول فرماتے ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا: "اے ابن آدم! اگر آپ کے گناہ اسمان کے کناروں تک پہنچے، پھر مجھ سے مغفرت طلب کرے، تو میں آپ کی مغفرت کر دوں گا"۔[35]

۷۔ یہ واقعہ ان احادیث مبارکہ کے مخالف ہے جس میں زکوۃ کے لینے کا حکم ہے، اور نہ دینے کی صورت میں ان سے زبردستی کے ساتھ لینے اور قتال کا ذکر ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "جس نے ثواب کی نیت سے زکوۃ ادا کیا تو اس کو اس

کا اجر ملے گا اور جس نے منع کیا تو ہم ان سے زکوۃ بھی لینگے اور مزید کچھ مال بھی لینگے، یہ ہمارے ربّ کے فرائض میں سے لازمی فرض ہے"۔[36] ایک اور جگہ فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ ''لا إله إلّا الله محمّد رسول الله'' کی شہادت دیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، جب وہ یہ کام کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنا خون اور مال بچالیا مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالی کے سپرد ہے"۔[37]

نیز حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ سے لڑنے کا عزم کرکے فرمایا تھا: "اللہ کی قسم اگر یہ لوگ رسی کا ایک ٹکڑا جو رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے روک لے، تو اس کے منع کرنے پر میں ان کے ساتھ ضرور لڑوں گا"۔[38]

ان تمام روایات کا تقاضا تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین ثعلبہؓ سے نماز نہ پڑھنے اور زکوۃ کو جزیہ قرار دینے کی صورت میں لڑتے، نہ یہ کہ ان کے زکوۃ ادا کرنے کے باوجود ان کے زکوۃ کو رد کرتے۔

۸۔ اس قصہ کے متن میں اضطراب ہے وہ اس طرح کے ان آیات کے شانِ نزول کے مصداق میں اقوال مضطرب ہیں:۔

اِ کہ ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

ب کہ جدّ بن قیس، معتب بن قشیر اور نبتل بن الحارث کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

ج کہ حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

د کہ منافقین کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

۹۔ اس قصہ کی بطلان کی ایک علت یہ بھی ہے کہ اتنی شہرت کے باوجود بھی اس کو صحاح، مسانید اور سنن کی کتب میں روایت نہیں کیا گیا۔

۱۰۔ ان آیات میں اور ان سے پہلے اور بعد والے آیات میں جمع کے صیغے اور ضمائر استعمال ہو چکے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک شخص کے بارے میں نہیں، بلکہ پوری جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ صیغے اور ضمائر درج ذیل ہیں:

"يَحْلِفُونَ"، "مَاقَالُواْ"، "قَالُواْ"، "وَكَفَرُواْ"، "إِسْلاَمِهِمْ"، "وَهَمُّواْ"، "لَمْ يَنَالُواْ"، "وَمَا نَقَمُواْ"، "أَغْنَاهُمُ"،

"يَتُوبُواْ"، "لَّهُمْ"، "يَتَوَلَّوْا"، "يُعَذِّبْهُمُ"، "لَهُمْ"، "وَمِنْهُم"، "آتَانَا"، "لَنَصَّدَّقَنَّ"، "وَلَنَكُونَنَّ"، "مِنَ الصَّالِحِينَ"،

"آتَاهُم"، "بَخِلُواْ"، "وَتَوَلَّواْ"، "وَّهُم"، "مُّعْرِضُونَ"، "فَأَعْقَبَهُمْ"، "قُلُوبِهِمْ"، "يَلْقَوْنَهُ"، "أَخْلَفُواْ"، "وَعَدُوهُ"،

"كَانُواْ"، "يَكْذِبُونَ"، "يَعْلَمُواْ"، "سِرَّهُمْ"، "وَنَجْوَاهُمْ"۔

یہ روایات سند کے لحاظ سے بھی درست نہیں:

مذکورہ بالا روایات کا متناً باطل ہونا قرآن کریم اور احادیث مبارکہ ثابت ہوگیا، اب ان کی اسانید میں موجود راویوں کا ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں ناقدانہ جائزہ لیا جاتا ہے۔

پہلی روایت کا ناقدانہ جائزہ:

چنانچہ علامہ ابن جریر طبریؒ نے جو پہلی روایت ابن عباس سے ذکر کی ہے، یہ روایت ضعفاء، متروکین اور مدلسین پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل درجہ ذیل ہے: اس روایت میں محمد بن سعد اپنے باپ سعد بن محمد بن حسن سے اور وہ (سعد) اپنے چچا حسین بن حسن بن عطیہ سے اور وہ (حسین) اپنے باپ حسن سے اور وہ (حسن) اپنے باپ عطیہ سے اور وہ (عطیہ) ابن عباسؓ سے

روایت کرتے ہیں۔

(۱)۔ محمد بن سعد:

اس کے متعلق تو زیادہ کلام نہیں ،البتہ حافظ ابن حجرؒ نے "لسان المیزان" میں لکھا ہے کہ خطیب نے اس کو "لیّن الحدیث" (کہ احادیث میں نرمی برتتے تھے) کہاہےاور حاکم نے دارقطنی سے "لابأس به" (کہ اس میں کوئی حرج نہیں) نقل کیاہے۔[39]

(۲)۔ابی (محمد بن سعد کا باپ) سعد بن محمد بن حسن:

اس کے متعلق حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ (سعد بن محمد) جہمی ہے،اور اگر جہمی نہ بھی ہوتے تو پھر بھی اس قابل نہیں کہ اس سے حدیثیں لکھی جائیں۔[40]

(۳)۔ عمّی (سعد بن محمد کا چچا) حسین بن حسن بن عطیہ:

ابن حبانؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے،اعمش وغیرہ سے ایسی چیزیں روایت کرتے ہیں جس میں اس کی متابعت نہیں کی جاسکتی گویا کہ وہ روایات میں ردو بدل کرتا تھا،اور بسا اوقات مرسل کو مرفوعاً اور موقوف کو مسنداً بیان کرتا تھاان کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔[41]

یحی بن معینؒ فرماتے ہیں: " كان ضعيفا في القضاء ضعيفا في الحديث"۔[42]امام نسائیؒ اس کو ضعیف،ابو حاتمؒ اس کو "ضعیف الحدیث" اور جوزجانی" واھی الحدیث" کہتے ہیں اور ابن سعد کہتے ہیں کہ اس نے احادیث کی بہت زیادہ سماع کی ہے، لیکن حدیث میں ضعیف ہے۔ عقیلی نے اس کو ضعفاء میں ذکر کیاہے۔[43]

(۴)۔ابی (حسین کا باپ) حسن بن عطیۃ:

یہ بھی منکر الحدیث، ضعیف اور واجب الترک ہے۔چنانچہ امام بخاریؒ التاریخ الکبیر میں فرماتے ہیں کہ حسن بن عطیہ معتبر نہیں۔[44] ابوحاتم فرماتے ہیں کہ (حسن بن عطیہ) ضعیف الحدیث ہے۔[45] حافظ ابن حبانؒ تحریر فرماتے ہیں: " حسن بن عطیہ بن سعدالعوفی اہل کوفہ میں سے ہے،یہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور اس سے ان کا بیٹا محمد بن الحسن جو کہ منکرالحدیث ہے روایت کرتا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس کے احادیث میں مصیبت اس سے یا اس کے باپ یا دونوں کی طرف سے ہے، کیونکہ اس کا باپ حدیث میں لیس بشیئ ہےاور اس کی اکثر روایات باپ سے ہیں۔اسی وجہ سے اس کا معاملہ مشتبہ ہوگیا ،اور کا چھوڑنا (ترک کرنا) واجب ہوا"۔[46] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"الحسن بن عطية بن سعد العوفي الكوفي ضعيف من السادسة"۔[47]

(۵)۔ابیہ (حسن کا باپ) عطیہ بن سعد بن جنادہ العوفی الکوفی:

اس کو بھی نقاد حدیث نے شیعہ ،ضعیف الحدیث ، مجمع علی ضعفہ،مدلس ، لیس بحجۃ،لایعتمد علیہ ،لایحتج بہ کہاہے، نیز یہ کہ انہوں نے کلبی کو ابو سعید کی کنیت دی تھی اور اسی کنیت سے یاد کرکے اس سے تفسیری روایات لیتا تھا لوگوں کو یہ تاثر دینے کے لئے کہ یہ روایت ابو سعید خدریؓ سے ہے۔

مسلم بن حجاج فرماتے ہیں احمد بن حنبلؒ نے عطیۃالعوفی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ضعیف الحدیث تھے۔ ھشیم عطیہ

کے حدیث کے تضعیف کرتے تھے، ابو ذرعہؒ نے (لین) یعنی حدیث کے معاملے میں نرمی برتنے والا، اور ابو حاتم نے ضعیف کہا ہے ،اس کے حدیث کو لکھا جاسکتا ہے، لیکن مجھے ابو نضرۃ اس سے اچھا لگتا ہے ،جوز جانی نے اس کو مائل اور نسائی نے ضعیف کہا ہے ،ابن حبان نے ضعفاء میں اس کو ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے حدیث لکھنا درست نہیں مگر تعجب کے لئے، ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، ابو بکر بزار نے اس کو شیعہ کہا ہے، اس سے بہت لوگوں نے روایت کیا ہے، علامہ ساجیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حجت نہیں اور یہ حضرت علیؓ کو تمام صحابہ کرام پر مقدم سمجھتے تھے۔[48] سالم المرادی فرماتے ہیں کہ عطیۃ العوفی شیعہ تھے، ھشیمؒ اور سفیان ثوریؒ بھی عطیہ کے حدیث کے تضعیف کرتے تھے۔ یحیٰ بن معین سے روایت ہے کہ عطیۃ العوفی ضعیف تھے۔[49] امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ عطیۃ العوفی کے ضعف پر اجماع ہے۔[50] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں : کہ عطیۃ بن سعد مشہور تابعی ہے، قبیح تدلیس کے ساتھ مشہور اور ضعیف الحفظ تھے۔[51] نیز فرماتے ہیں: کہ صدوق تھے، کثرت کے ساتھ خطا کرتے تھے اور مدلس شیعہ تھے۔[52] امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ عطیہ، کلبی کے پاس جا کر ان سے تفسیر پڑھتے تھے، اور انہوں نے کلبی کی کنیت ابو سعید رکھی تھی، وہ کلبی کو ابو سعید کی کنیت سے ذکر کرتے تھے، لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہ اس سے ابو سعید خدریؓ مراد ہے۔[53] امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "كان يحيى يتكلم في عطية".[54] "كان يحيى لا يروى عن عطية".[55] کہ یحیٰؒ عطیہ سے روایت نہیں کرتے تھے اور ان کے بارے میں کلام (ان پر جرح) کرتے تھے۔

دوسری روایت کا ناقدانہ جائزہ:

امام ابن جریرؒ نے حضرت ثعلبہ بن حاطبؓ کے نفاق کے ثبوت کے لئے جو دوسری روایت ذکر کی ہے وہ بھی قابل استدلال نہیں، کیونکہ تمام کتب میں اس کی سند معان بن رفاعہ السلمی پر مل جاتی ہے اور یہ سند بھی غیر ثقہ، غیر قوی، متروک، اور ضعیف راویوں پر مشتمل ہے، جس کے رواۃ کا ناقدانہ جائزہ ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں ترتیب وار لیا جاتا ہے:۔

(۱)۔معان بن رفاعۃ السلمی:

ان کے بارے میں یحیٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: ''ضعیف''ابراھیم بن یعقوب السعدیؒ فرماتے ہیں: ''لیس بحجۃ''یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: ''لین الحدیث''امام ابن حبّانؒ فرماتے ہیں: ''منکرالحدیث یروی مراسیل کثیرۃ''ابن عدیؒ فرماتے ہیں: ''اس کی عام روایات کی متابعت نہیں کی جائے گی''[56] ابوالفتح ازدیؒ فرماتے ہیں: ''کہ معان بن رفاعہ سے استدلال نہیں کیا جائے گا"۔[57]

(۲)۔ابو عبدالمالک علی بن یزید الالھانی الدمشقی:

امام بخاریؒ نے ابو عبد المالک علی بن یزید الالھانی کو منکر الحدیث کہا ہے۔[58] اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جس کے بارے میں میں منکر الحدیث ہونے کا حکم لگاؤں تو اس سے روایت لینا جائز نہیں۔[59] علی بن یزید الالھانی کے بارے میں حرب کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے کہا کہ یہ دمشقی ہے گویا کہ انہوں نے اس کی تضعیف کی۔ یحیٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ علی بن یزید کا أبوالقاسم سے اور أبوالقاسم کا أبو امامۃ سے روایت کرنا یہ سب کے سب ضعیف ہیں۔ یعقوب فرماتے ہیں کہ علی بن یزید واھی الحدیث اور کثیر المنکرات ہے۔ ابو ذرعۃ الرازیؒ فرماتے ہیں : لیس بالقوی (کہ قوی نہیں)۔ ابن أبی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ضعیف الحدیث ہے ،اس کی احادیث منکر ہیں۔ محمد بن ابراھیم

الکنانی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حاتمؒ سے پوچھا کہ آپ علی بن یزید کے ان احادیث کے متعلق جو وہ قاسم سے اور قاسم ابو امامۃ سے روایت کرتے ہیں کیا فرماتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تمام ضعیف ہیں قوی نہیں۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔امام ترمذیؒ اور حسن بن علی الطوسی فرماتے ہیں کہ حدیث میں ضعیف ہے اور ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ بعض اھل علم نے علی بن یزید کے بارے میں کلام کیا ہے اور اس کی تضعیف کی ہے۔امام نسائی فرماتے ہیں کہ ثقہ نہیں، متروک الحدیث ہے۔ابن یونس فرماتے ہیں کہ اس میں نظر ہے۔ازدیؒ، دار قطنیؒ اور برقیؒ (برقانی) فرماتے ہیں کہ متروک ہے۔ابو احمد حاکمؒ فرماتے ہیں کہ ذاھب الحدیث ہے۔علامہ ساجیؒ فرماتے ہیں کہ اھل علم نے اس کے ضعف پر اجماع کیا ہے اور ابو نعیم اصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ منکر الحدیث ہے۔[60]

(۳)۔ قاسم بن عبدالرحمٰن الشامی:

ان کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: کہ علی بن یزید نے اس سے عجیب وغریب روایات نقل کی ہیں، میرے خیال میں یہ داستانیں قاسم کی طرف سے ہیں۔ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ قاسم اَبُو عبدالرحمٰن خیال کرتا تھا کہ وہ چالیس بدری صحابہ سے مل چکے ہے، یہ ان لوگوں میں سے تھے جو اصحاب رسول ﷺ سے معضلات (بیچ سے دو راویوں کو گرا کر) روایت کرتے تھے اور ثقہ راویوں سے الٹی (تبدیل شدہ) حدیثیں روایت کرتے تھے، یہاں تک کہ دل میں یہ خیال آتا ہے کہ وہ ایسا قصداً کرتے ہیں۔[61] غلابیؒ فرماتے ہیں کہ منکر الحدیث ہے۔یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ ثقہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا کہ لوگوں کا اس میں اختلاف ہے بعض اس کے تضعیف کرتے ہیں اور بعض توثیق۔[62] یحیٰ بن معینؒ فرماتے ہیں:

"علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة هي ضعاف كلها"۔[63]

بہر حال یہ روایت ضعفاء، متروکین، منکر الحدیث اور واھی الحدیث رواۃ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں، خصوصاً اس سے جلیل القدر بدری صحابی کا نفاق ثابت کرنا تو اور شنیع اور برا ہے۔

تیسری روایت کا ناقدانہ جائزہ:

تیسری روایت بھی کذابین، متروکین، ضعفاء، منکر الحدیث، مبتدعین، غیر حجۃ، غیر ثقہ اور غیر قوی راویوں پر مشتمل ہے، جن کو ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)۔ محمد بن حمید التمیمی الرازی:

ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید ثقہ راویوں سے رد وبدل روایات نقل کرنے میں منفرد ہے، خصوصاً جب اپنے شہر کے مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ابو ذرعہؒ اور امام محمد بن مسلم بن وارہؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید کذاب (بہت زیادہ جھوٹا) ہے۔[64] یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: کثیر المناکیر ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: فیہ نظر۔ابوذرعہؒ فرماتے ہیں: یکذب۔امام نسائیؒ فرماتے ہیں: لیس بثقۃ۔ صالح جزرۃؒ فرماتے ہیں: ''میں نے ابن حمید اور ابن الشاذ کونی سے بڑھ کر جھوٹ میں کسی ماہر کو نہیں دیکھا''۔[65] حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید ضعیف ہے۔اور کافی لوگوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ابن حمید احادیث کی سرقہ (چوری) کرتا تھا۔[66] امام نسائی فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید کذاب ہے۔[67] ابراھیم بن یعقوب جوزجانی فرماتے ہیں کہ ردی مذہب والا اور غیر ثقہ ہے۔اسحاق بن منصور کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات کی گواہی دونگا کہ

محمد بن حمید اور عبید بن اسحاق العطار دونوں کذاب (بہت زیادہ جھوٹے) ہیں۔ صالح بن محمد اسدی فرماتے ہیں کہ ہر وہ روایت جو ہم کو ابن حمید بیان کرتے ہیں ہم اس کو اس میں متہم کرتے تھے۔ اور دوسرے جگہ فرمایا کہ اس کی احادیث بڑتی رہتی تھی، میں نے اس سے زیادہ کسی اور کو اللہ تعالیٰ پر جرأت کرنے والا نہیں دیکھا، یہ لوگوں کے احادیث کو لے کر اس میں ردوبدل کرتے تھے ،اور ایک اور جگہ فرمایا کہ میں نے شاذ کونی اور محمد بن حمید کے علاوہ کسی کو جھوٹ بولنے کے سرشت سے موصوف نہیں دیکھا۔ ابو ذرعہؒ کا بھتیجا ابوالقاسم عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے ابوذرعہؒ سے محمد بن حمید کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا، تو میں نے کہا کیا وہ جھوٹ بولتے تھے، تو انہوں نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں، میں نے عرض کیا کہ وہ بوڑھا ہو چکا تھا، شائد لوگوں نے اس پر جھوٹ بنایا ہو اور اس پر تدلیس کی گئی ہو۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اے بچے! وہ قصداً جھوٹ بولتا تھا۔[68]

(۲)۔ سلمۃ بن فضل الابرش:

یہ راوی بھی ائمہ جرح والتعدیل کے اقوال کی روشنی میں ضعیف، لیس بالقوی، لایحتج بہ، منکر الحدیث اور شیعہ ہے۔

حافظ ذہبیؒ "میزان الاعتدال" میں تحریر فرماتے ہیں: کہ سلمہ بن فضل کو ابن راھویہؒ نے ضعیف قرار دیا ہے، اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کے احادیث میں بعض مناکیر ہیں، اور امام نسائی فرماتے ہیں کہ ضعیف ہے، علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے رئے سے نکلنے سے پہلے سلمہ کے احادیث (روایات) کو پھینک دیا۔ عباس نے ابن معین سے روایت کیا ہے کہ سلمہ بن فضل رازی میں تشیع تھا، میں نے اس سے لکھا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا، اور ابو ذرعہؒ فرماتے ہیں کہ اھل رئے اس میں اس کے سوء رائے اور ظلم کی وجہ سے رغبت نہیں رکھتے تھے۔[69] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: "صدوق كثير الخطاء"۔[70]

(۳)۔ محمد بن اسحاق بن یسار:

محمد بن اسحاقؒ مغازی کے امام ہے، لیکن روایت حدیث میں معتبر نہیں خصوصاً جب سماع کی تصریح نہ کریں، چنانچہ ائمہ جرح والتعدیل نے اس کے متعلق، کذاب، لیس بحجۃ، لیس بالقوی، لایحتج بہ، ضعیف اور ضعیف الحدیث کہا ہے۔

ہشام بن عروہؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کذاب (بہت زیادہ جھوٹا) ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید اور امام مالکؒ اس پر جرح کرتے تھے۔ سلیمان بن داؤد کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطانؒ فرماتے تھے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق کذاب ہے۔ امام مالکؒ نے محمد بن اسحاق کے بارے میں فرمایا کہ دجالوں میں سے ایک دجال کو دیکھوں۔ سفیانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن اسحاق کو مسجد خیف میں دیکھا، تو مجھے شرم محسوس ہوئی کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی مجھے اس کے ساتھ دیکھ لے۔ سفیانؒ سے محمد بن اسحاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ قدری ہونے کے ساتھ متہم ہے ۔عباس کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ محمد بن اسحاق ثقہ ہے، لیکن حجت نہیں۔ اور فرمایا کہ ابن اسحاق کی روایت

پر اعتماد نہ کرو، کیونکہ وہ احادیث میں قوی نہیں، قدری ہونے کے ساتھ متہم ہے۔ابن ابی عدیؒ فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق مرغیو ں کے ساتھ کھیلتا تھا۔[71] امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ ابو حفص فلاسؒ کہتے ہیں کہ ہم وھب بن جریر سے واپسی پر یحیٰ بن سعید القطانؒ کے پاس سے گذرے، توانہوں نے پوچھا کہ آپ کہاں تھے؟ ہم نے جواب دیا کہ وھب بن جریر کے پاس، وہ ہم کو "کتاب المغازی" اپنے باپ سے اور ان کا باپ ابن اسحاق سے سنا رہے تھے، تو یحیٰؒ نے فرمایا کہ آپ لوگ ان کے پاس سے بہت جھوٹ کے ساتھ لوٹ رہے ہوں۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ مغازی وغیرہ میں محمد بن اسحاق سے لکھا جائے گا، اور حلال وحرام کے مسائل میں وہ (ابن اسحاق) مکّے کا محتاج ہے۔[72]

یحیٰ بن معین سے فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ محمد بن اسحاق کے احادیث سے بچتے تھے۔ وہ معتبر نہیں، ضعیف ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے فرماتے ہوئے سنا کہ محمد بن اسحاق احادیث میں قوی نہیں، بلکہ ضعیف الحدیث ہے۔[73]

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں: کہ امام نسائیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ قوی نہیں۔ دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ ان کے احادیث کو بطو ر دلیل نہیں لیا جائے گا۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ عقیدۃً قدری اور معتزلی ہے۔ سلیمان تیمیؒ اور ہشام بن عروہ فرماتے ہیں کہ کذّاب ہے۔[74]

(۴)۔عمرو بن عبید بن باب:

اس کو بھی ائمہ جرح والتعدیل نے دھری، کذاب، مبتدع، ضعیف، متروک الحدیث اور لیس بثقۃ کہا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حبانؒ تحریر فرماتے ہیں: "عمرو بن عبید بن کیسان بن باب اس کی کنیت ابو عثمان بنو تمیم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ کھردرے عابدین اور بارک بین متقیوں میں سے تھے، بہت سالوں تک حسن بصریؒ کے مجلس میں بیٹھے رہے، پھر انہوں نے بدعات ایجاد کیئے، اس اور اس کے ساتھیوں نے حسن بصریؒ کے مجلس کو چھوڑا، اس لئے ان کا نام معتزلہ پڑ گیا۔ عمرو بن عبید اعتزال کی طرف دعوت دیتا تھا۔ صحابہ کرام کو گالیاں دیتا تھا۔ احادیث مبارکہ میں قصداً نہیں، توھماً جھوٹ بولتا تھا۔ یحیٰ بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عبید سے پوچھا کہ "سکتتین" کے بارے میں حسن کی روایت سمرہؓ سے کیسا ہے؟ تو اس نے کہا کہ اللہ سمرہؓ کو قبیح کرے (نعوذ باللہ من ذالک) ہم ان کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ ایوبؒ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عبید حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔ معاذ بن معاذ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عبید کہتا تھا کہ اگر" تبت یدا أبی لھب" لوح محفوظ میں پہلے سے تھا تو پھر أبو لھب پر کوئی عتاب اور ملامت نہیں۔ حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ حمیدؒ نے مجھے کہا کہ عمرو بن عبید سے کوئی بھی روایت نہ لو کیونکہ وہ حسن بصریؒ پر جھوٹ بولتا ہے۔ یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ حدیث میں جھوٹ بولتاہے۔ احمد بن زھیر فرماتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن معینؒ سے فرماتے ہوئے سنا کہ عمرو بن عبید دھریہ میں سے بہت برا آدمی ہے، تو میں نے پوچھا کہ دھریہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ دھریہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ کچھ نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود سے انکار

کرتے ہیں) لوگ تو فصل کی طرح پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ محمد بن ادریس کہتے ہیں کہ میں نے انصاری سے فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم عمرو بن عبید کے دروازے پر اس کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ایک بندر نکل آیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ عمرو بن عبید ہے۔ اَبو عوانہؒ فرماتے ہیں کہ میں عمرو بن عبید کے مجلس میں آیا، تو اس نے لوگوں کو ایک لمبا قصہ بیان کیا اور آخر میں کہا کہ اب اگر تمہارے اوپر آسمان سے فرشتہ بھی اترے تو اس کے اوپر اضافہ نہیں کر سکتا، تو ابو عوانہؒ نے کہا کہ آئندہ کبھی بھی میں تمہارے پاس نہیں آؤنگا۔[75]

حماد بن زید فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایوب سے کہا کہ عمرو بن عبید حسن بصریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم حضرت معاویہؓ کو منبر پر دیکھو تو اس کو قتل کرو۔ تو ایوبؒ نے فرمایا کہ عمرو بن عبید نے جھوٹ کہا ہے۔ حماد بن زید فرماتے ہیں کہ ایوبؒ سے کہا گیا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی آدمی نبیذ التمر سے بے ہوش ہو جائے تو اس کو کوڑے نہیں لگائے جائیں گے، تو ایوبؒ نے جواب دیا کہ عمرو نے جھوٹ کہا ہے، میں نے خود حسن بصریؒ سے سنا ہے کہ نبیذ التمر سے بے ہوش ہونے والے کو کوڑے لگائے جائیں گے۔[76]

عبداللہ بن سلمۃ الحضرمی کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عبید سے کہتے ہوئے سنا کہ اگر میرے سامنے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عثمان چپل کے تسمہ پر شہادت دیں، تو میں ان کی شہادت کو قبول نہیں کروں گا۔[77]

(۵)۔ حسن بن اِبی الحسن البصریؒ:

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: مشہور ثقہ بزرگ اور فقیہ ہیں، کثرت کے ساتھ تدلیس اور ارسال کرتا تھا۔[78]

یہ روایت درج ذیل علتوں کی بنا پر موضوع اور نا قابل استدلال ہے:۔

الف۔ ابن حمید انتہائی ضعیف، کذاب اور کثیر المناکیر راوی ہے۔

ب۔ سلمۃ بن الفضل الابرش ضعیف، شیعہ اور منکر الحدیث راوی ہے۔

ج۔ محمد بن اسحاق معتزلی، احادیثِ احکام میں غیر معتبر اور مدلس راوی ہے، اور روایت بھی معنعن ہے۔

د۔ عمرو بن عبید انتہائی جھوٹا، دہری اور صحابہ کرام کا گستاخ راوی ہے۔

ھ۔ حسن بصریؒ سے آگے سند منقطع ہے۔

ائمہ کرام اور محدثین کی طرف سے اس واقعہ کی تردید:

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔[79] حافظ نورالدین ھیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں علی بن زید الالھانی ہے اور وہ متروک ہے۔[80] ابن الَاثیرؒ فرماتے ہیں کہ یا تو ابن الکلبی کو وہم ہوا یا یہ قصہ صحیح نہیں یا یہ شخص کوئی اور ہے (ثعلبہ بن حاطب نہیں)۔ [81] حافظ ابن حجرؒ "الاصابۃ" میں فرماتے ہیں: کہ میرا خیال نہیں کہ یہ قصہ درست ہو۔[82] اور "فتح الباری" میں فرماتے ہیں: کہ یہ ضعیف حدیث ہے، اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔[83] حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ باطل ہے کیونکہ ثعلبہ تو مشہور بدری صحابی ہے، اور اس لئے بھی بلاشک باطل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو مسلمانوں

سے زکوۃ لینے کا حکم دیا ہے، اور نبی علیہ السلام نے وفات کے وقت فرمایا کہ جزیرۃ العرب میں دو دین باقی نہیں رہ سکتے، اب ثعلبہ دو حال سے خالی نہیں یا تو مسلمان ہوں گے یا کافر اگر مسلمان ہو تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر بغیر کسی گنجائش کے فرض تھا کہ ان سے زکوۃ وصول کرتے، اور اگر کافر تھے تو ان حضرات پر فرض تھا کہ ان کو جزیرۃ العرب میں نہ چھوڑتے، اور یہ دونوں باتیں نہیں پائی گئی لہٰذا یہ روایت بلاشک و شبہ ساقط ہو گئی، اور اس روایت میں معان بن رفاعہ، قاسم بن عبدالرحمٰن اور علی بن زید ہیں اور یہ سب ضعیف ہیں اور مسکین بن بکیر قوی نہیں۔[84] امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ثعلبہ بدری انصاری صحابی ہے جس کے لئے اللہ اور رسول نے ایمان کی گواہی دی ہے، اور ان لوگوں کا قول کہ حضرت ثعلبہ مانع زکوۃ ہے درست نہیں۔[85]

ترجیح:

درج ذیل وجوہ کے بنا پر میری نظر میں وہ روایات زیادہ راجح ہیں جن میں کسی خاص شخص کی تعیین نہیں:

- کلام کے سیاق و سباق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی خاص شخص کے بارے میں نہیں، بلکہ منافقین کی ساری جماعت کے بارے میں اتری ہے، کیونکہ ان میں تمام صیغے اور ضمائر جمع کے استعمال ہو چکے ہیں۔
- ان سے پہلی اور بعد والی آیات میں بھی منافقین کی جماعت کا ذکر ہے۔
- ابن جریرؒ فرماتے ہیں: کہ ایک قوم یعنی ان منافقین نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا وعدہ کیا اس کی انہوں نے دل ہی دل میں نیت کی تھی زبان سے اظہار نہیں کیا تھا۔ اس پر اگلی آیت " اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ " - واضح دلیل ہے۔[86]
- شیخ وھبۃ الزحیلیؒ فرماتے ہیں: بعض منافقین نے اللہ اور اس کے رسول سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی کر دے تو ہم ضرور بالضرور صدقہ کریں گے اور ان نیک لوگوں جیسے ہو جائیں گے جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرتے ہیں، جیسے صلہ رحمی اور جہاد۔
- شیخ وھبۃ الزحیلیؒ فرماتے ہیں: بعض منافقین نے اللہ اور اس کے رسول سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی کر دے تو ہم ضرور بالضرور صدقہ کریں گے اور ان نیک لوگوں جیسے ہو جائیں گے جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرتے ہیں، جیسے صلہ رحمی اور جہاد۔[87]
- جن روایات میں تعیین ہے وہ روایات متن اور سند کے اعتبار سے درست نہیں۔

خلاصہ و نتائج بحث

1۔ سورت توبہ کی آیت ﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ کے شانِ نزول میں مفسرین نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت ثعلبہؓ نے مالداری کے لئے رسول اللہ ﷺ سے دعاء کروائی، مالدار ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے عاملوں کو زکوۃ دینے سے انکار کیا، جس پر نبی علیہ السلام نے اس

کے لئے ہلاکت کی دعاء کی ،جب ان کو پتہ چلا توزکوۃ لے کرآئے ،لیکن نبی کریم ﷺ نے قبول نہیں فرمایا،اسی طرح ابوبکر،عمر،عثمان رضی اللہ عنہم نے بھی قبول کرنے سے انکار کیا،اور حضرت عثمانؓ کی خلافت میں نفاق کی حالت میں ان کی وفات ہوئی۔

2۔ حضرت ثعلبہؓ سے متعلق اس واقعہ کو عربی اور اردو کے اکثر مفسرین نے سورت توبہ کی انہی آیات کے شانِ نزول میں ذکر کیا ہے۔

3۔یہ واقعہ جن تین روایات میں مذکور ہے،وہ قرآن کریم کے بے شمار آیات ،بہت سی احادیثِ صحیحہ کے خلاف اور ان سے متصادم ہے۔

4۔یہ واقعہ شریعت کے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔

5۔اس واقعہ کا متن من گھڑت ہے اور اس میں تضاد اور اضطراب ہے۔

6۔ان روایات کے اسانید ایسے راویوں پر مشتمل ہیں کہ ان کی روایات محدّثین کے ہاں معتبر نہیں،بلکہ ان میں جھوٹے اور احادیث گھڑنے والے رُوات موجود ہیں۔

7۔ یہ روایات اصول حدیث کے معیار پر پورے نہیں اترتے ،بلکہ اصول حدیث کی روسے ان کو بیان کرنا جائز بھی نہیں۔

8۔اصول حدیث کی روسے ان روایات سے کسی مسلمان پر نفاق اور ارتداد کا حکم لگانا جائز نہیں ،خصوصاًوہ بھی کسی بدری صحابی پر۔

9۔ محققین علماء نے اس قصّے کو جھوٹا اور من گھڑت قرار دیا ہے اور ان کے راویوں پر صراحتاًتفصیلی جرح کی ہے۔

10۔شانِ نزول میں راجح قول یہ ہے کہ یہ آیات کسی خاص شخص کے متعلق نہیں اتری،بلکہ منافقین کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جن میں وعدہ خلافی ،بخل اور دیگر روحانی بیماریاں موجود تھیں۔

This work is licensed under a *Creative Commons Attribution 4.0 International License*.

حوالہ جات(References)

1۔ سورۃالتوبۃ:77،76،75۔

2۔الطبری،ابو جعفر محمد بن جریر،جامع البیان فی تفسیر آی القرآن،دارالفکر،بیروت،ج4،ص310۔

3۔ایضاً:ج4،ص312۔

4۔ایضاً:ج4،س314۔

5۔ القرطبی،ابوعبداللہ،محمد بن احمد بن ابی بکر الانصاری الخزرجی،الجامع لأحکام القرآن ،دارعالم الکتب ، ریاض،2003ء،ج8،ص209،210۔

6۔ جامع البیان،ج4،ص316۔

7۔ ابن سعد،ابوعبداللہ،محمد بن سعد بن منیع،الطبقات الکبری،دار صادر، بیروت، طبع اول،ج3،ص460۔

8۔ ابن ابی حاتم،عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس الرازی،الجرح والتعدیل ،داراحیا التراث العربی، بیروت،طبع اول،1952م،ج2،ص461۔

9۔ ابن حبان،ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد،التمیمی البستی،الثقات،دارالفکر، بیروت،1975م،ج3،ص46۔

10۔ الطبرانی،ابولقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب،المعجم الکبیر،مکتبۃ العلم والحکم، موصل عراق،طبع دوم،1983م،ج2،ص87۔

11۔ ابونعیم،الاصفہانی،احمد بن عبداللہ بن احمد،معرفۃ الصحابۃ،دارالوطن للنشر،الریاض،طبع اول،1419ھ،1998ء،ج1،ص387۔

12۔ ابن الاثیر الجزری،ابوالحسن عزالدین،علی بن محمد بن عبدالکریم، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ،دارالکتب العلمیہ ، بیروت،طبع اول،1415ھ،1994ء ،ج1،ص151۔

13۔ الواقدی،ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد،کتاب المغازی،عالم الکتب، بیروت،ج1،ص159۔

14۔ ابن کثیر،ابوالفداعمادالدین اسماعیل بن عمروالدمشقی،البدایۃوالنہایۃ،داراحیاالتراث العربی، بیروت،1988م،ج3،ص385۔

15۔ ابن عبدالبر،ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب،دارالجیل، بیروت،طبع اول،1412ھ،1992ء،ج1،ص63۔

16۔ الذہبی، شمس الدین محمد بن عثمانؒ، تجرید أسماء الصحابۃ، مطبع وسن طباعت نامعلوم،ج1،ص66۔

17۔ الصفدی،صلاح الدین، خلیل بن أیبک بن عبداللہ،الوافی بالوفیات، مطبع وسن طباعت نامعلوم،ج5،ص19۔

18۔ ابن حجر،العسقلانی،ابوالفضل،احمد بن علی بن محمد،الاصابۃ فی تمیزالصحابۃ،دارالجیل، بیروت،1992م،ج1،ص400۔

19۔ ابن الجوزی،ابوالفرج جمال الدین بن علی بن محمد بن جعفر،المدہش،دارالکتب العلمیۃ، بیروت،طبع دوم،1985م،ج1،ص56۔

20۔ ابن حزم الظاھری، علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی،جوامع السیرۃ،دارالمعارف، مصر،1900م،ص254۔

21۔ امام بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن مغیرہ، صحیح البخاری،دارابن کثیر، بیروت،1987م،ج4،ص1463۔

22۔ امام مسلم،القشیری،ابوالحسین مسلم بن حجاج النیسابوری، صحیح مسلم،داراحیاالتراث العربی، بیروت،ج4،ص1942۔

23۔ العینی،ابومحمد محمود بن احمد العینی الحنفی،عمدۃالقاری شرح صحیح البخاری،دارإحیاء التراث العربی، بیروت،ج25،ص244۔

24۔ سورۃالتوبہ:104۔

25۔ سورۃالشوریٰ:25۔

26۔ سورۃالنساء:145،146۔

27۔ سورۃالتوبہ:74۔

28۔ سورۃ التوبہ: 128۔

29۔ سورۃ الأنبیاء: 107۔

30۔ سورۃ التوبۃ: 103۔

31۔ الطبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، دار النشر مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، طبع دوم، ج8، ص9۔

32۔ صحیح البخاری، ج4، ص1494۔

33۔ الحاکم، ابو عبداللہ، محمد بن عبداللہ بن محمد، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ج2، ص130۔

34۔ ایضاً، ج4، ص286۔

35۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، سنن الترمذی، دار إحیاء التراث العربی بیروت، سن طباعت نامعلوم، ج5، ص548۔

36۔ ابو داؤد، السجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار الکتاب العربی، بیروت، سن طباعت نامعلوم، ج2، ص12۔

37۔ صحیح البخاری، ج1، ص17۔

38۔ سنن ابی داؤد، ج2، ص1۔

39۔ ابن حجر، العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی بن محمد، لسان المیزان، مؤسسۃ الاعلمی، بیروت، طبع سوم، 1986م، ج5، ص174۔

40۔ لسان المیزان، ج3، ص18۔

41۔ ابن حبان، ابو حاتم، محمد بن حبان بن احمد، التمیمی البستی، المجروحین، دار الوعی، حلب، سن طباعت نامعلوم، ج1، ص246۔

42۔ خطیب بغدادی، ابوبکر، احمد بن علی، تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، سن طباعت نامعلوم، ج17، ص150۔

43۔ لسان المیزان، ج2، ص278۔

44۔ امام بخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل بن مغیرہ، التاریخ الکبیر، دار الفکر، بیروت، سن طباعت نامعلوم، ج2، ص301۔

45۔ الجرح والتعدیل، ج3، ص26۔

46۔ المجروحین، لابی حاتم بن حبان، ج1، ص234۔

47۔ ابن حجر، العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی بن محمد، تقریب التہذیب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1995م، ج1، ص203۔

48۔ ابن حجر، العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی بن محمد، تہذیب التہذیب، دار الفکر، بیروت، طبع اوّل، 1404ھ، 1984ء، ج16، ص314۔

49۔ العقیلی، ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد، الضعفاء الکبیر، دار المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، طبع اول، 1404ھ، 1984ء، ج1، ص353۔

50۔ الذہبی، المغنی فی الضعفاء، ج1، ص427۔

51۔ ابن حجر، العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی بن محمد، تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس، مکتبۃ المنار، اردن، طبع اوّل، ص50۔

52۔ تقریب التہذیب، ج2، ص176۔

53۔ الذہبی، میزان الاعتدال، دار المعرفہ، بیروت، طبع اول، 1382ھ، 1963ء، ج5، ص68۔

54۔ التاریخ الکبیر، ج7، ص160۔

55۔ ایضاً، ج9، ص239۔

56۔ المزی، ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن بن یوسف، تہذیب الکمال، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول، 1980م، ج28، ص159۔

57۔ ابن حجر، العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی بن محمد، تہذیب التہذیب، دائرۃ المعارف النظامیۃ، الہند، طبع اول، 1326ھ، ج3، ص282۔

58۔ التاریخ الکبیر، ج12، ص100۔

59۔ امام بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بن مغیرہ، التاریخ الصغیر، دار المعرفۃ، بیروت، 1986م، ج1ص20۔

60۔ تہذیب التہذیب، ج22، ص396،397۔

61۔ میزان الاعتدال، ج5، ص314۔

62۔ تہذیب التہذیب، ج17، ص470،471۔

63۔ تہذیب الکمال، ج21، ص179۔

64۔ المجروحین، ج2، ص304۔

65۔ المغنی فی الضعفاء، ص279۔

66۔ میزان الاعتدال، ج5، ص443۔

67۔ الذہبی، شمس الدین محمد بن عثمانؒ، سیر اعلام النبلاء، دار الحدیث، القاہرۃ، 1427ھ، ج27، ص142۔

68۔ تہذیب الکمال، ج25، ص102-105۔

69۔ میزان الاعتدال، ج3، ص161۔

70۔ تقریب التہذیب، ج1، ص375۔

71۔ الضعفاء الکبیر، ج2، ص24-29۔

72۔ الجرح والتعدیل، ج1، ص193،192۔

73۔ ایضاً، ج13، ص230۔

74۔ میزان الاعتدال، ج5، ص392،391۔

75۔ المجروحین، ج2، ص69-71۔

76۔ احمد بن حنبل، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال الشیبانی، العلل ومعرفۃ الرجال، المکتب السلامی، بیروت، طبع اول، 1988ء، ج3، ص71۔

77۔ میزان الاعتدال، ج5، ص232۔238۔

78۔ تقریب التہذیب، ج1، ص199۔

79۔ تجرید أسماء الصحابۃ، ج1، ص66۔

80۔ الہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دار الفکر، بیروت، 1412ھ، ج7، ص107۔

81۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج1، ص471۔

82۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج1، ص400۔

83۔ ابن حجر، العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی بن محمد، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ، بیروت، 1479ھ، ج3، ص266۔

84۔ ابن حزم الظاہری، علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی، المحلی باالآثار، دار الفکر، بیروت، سن طباعت نامعلوم، ج17، ص331۔

85۔ القرطبیؒ، ابوعبداللہ، محمد بن احمد بن ابی بکر الانصاری الخزرجی، الجامع لأحکام القرآن، دار عالم الکتب، ریاض، 2003م، ج8، ص210۔

86۔ جامع البیان فی تفسیر آی القرآن، ج4، ص320۔

87۔ الزحیلی، الدکتور وھبۃ بن مصطفیٰ، التفسیر المنیر، دار الفکر، بیروت، طبع دوم، 1418ھ، ج10، ص320۔